تعلیماتِ "احمد" و "رضا"

سوانحی خاکہ/اسلامی احکام کا نفاذ/ٹرانس جینڈر ایکٹ
ترویجِ شریعت کے لیے مال خرچ کرنا/یقینِ کامل

۲۶ صفر، ۱۴۴۴ھ / 23 ستمبر، 2022ء

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان

042-37374429 0315-7374429
alnizamia7374429@gmail.com

مرکزی دفتر: جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

مجلس علماء نظامیہ پاکستان
Join our channel

مجلس علماء نظامیہ پاکستان
Follow our Account

Jamia Nizamia Rizvia
Like Our Page

Jamia Nizamia Rizvia
Subscribe our channel

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ، أَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ۔

حق پرستوں اور باطل والوں میں کشمکش ہمیشہ رہی، اب بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گی۔ ہر دور میں کچھ بدبخت دین کے خلاف سازشیں کرتے رہے ہیں، انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیمات کو مٹانے اور گمراہی پھیلانے کی کوشش کرتے رہے ہیں... اور ہر زمانے میں کچھ خوش نصیب دینِ اِسلام کی خدمت اور حفاظت کرتے رہے ہیں اور دین کے خلاف ہونے والی سازشوں کو ناکام بناتے رہے ہیں۔

پہلی اُمّتوں میں ایسا ہوتا تھا کہ جب گمراہی اور بے دینی آخری حدوں کو چھونے لگتی تو اللہ تعالیٰ کسی نبی کو مبعوث فرما کر اُس کے ذریعے دین کا بول بالا کر دیتا... خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی کو بھی نبوت عطا نہیں ہو سکتی، چنانچہ اِس اُمّت میں اللہ تعالیٰ ایسے علمائے ربّانیین / خدّامِ دین پیدا فرماتا ہے جو قرآن و سنت کا عِلم عام کرتے ہیں، گمراہی کا خاتمہ کرتے ہیں اور سنت کا پرچار کرتے ہیں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جانِ جہاں ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْأُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ (1) کُلِّ مِئَۃِ سَنَۃٍ مَّنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا ۔ "یقیناً اللہ تعالیٰ اِس اُمت کے لیے ہر سو سال کے اختتام / آغاز پر مُجدِّد بھیجے گا جو اُمّت کے لیے دین تازہ کر دے گا۔" (سنن ابو داود، کتاب الملاحم، باب مایذکر فی قرن المائۃ، 4291)

چنانچہ اِس حدیث پاک میں دی گئی خوش خبری کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ہر (ہجری) صدی کے اختتام پر ایسا صحیح العقیدہ اُمّتی یا کئی افراد پیدا فرمائے (2) جو شریعت و طریقت کے علم سے آراستہ تھے، تقویٰ و پرہیز گاری میں بے مثال تھے، اُنھوں نے بغیر کسی خوف اور لالچ کے دین و شریعت کو عام کیا اور گمراہی و بد اعمالی کے خلاف بھرپور جہاد کیا۔

ماہِ صفر کے آخری عشرے میں برصغیر سے تعلق رکھنے والے کئی بزرگوں کا وصال ہوا، جن میں سے کچھ شخصیات نے دین و شریعت کا جھنڈا بلند کرنے میں بہت نمایاں خدمات سرانجام دیں، مثلاً: 1) مجدّدِ الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، آپ کا وصال ۲۸ صفر، ۱۰۳۴ھ / 1624ء کو ہوا۔ 2) امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ، آپ نے ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ / 1921ء کو وصال فرمایا۔

یقیناً اِن دونوں شخصیات کے اُمّت پر بے پناہ احسانات ہیں اور اِن کی تعلیمات آج بھی اُمّت کی راہ نمائی کرتی ہیں۔ چنانچہ آج کے خطبہ میں تعلیماتِ مجددین کے عنوان سے گفتگو ہوگی۔

---

[1] محاورۂ عرب کے مطابق لفظِ "رأس" آخِر کے معنی میں ہے، مگر مجدّد کا فیضان صدی کے اختتام سے ختم نہیں ہوتا، بلکہ اگلی صدی کے آغاز میں بھی اُس کا فیضان موجود اور جاری رہتا ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: فتاوی رضویہ، ج:27، مسئلہ: 1)

[2] مجدد کا تعلق دین کے کسی بھی شعبہ سے ہو سکتا ہے، تاہم اُس میں مذکورہ اوصاف ضرور موجود ہوتے ہیں۔

سوانحی خاکہ

مجدّدِ الفِ ثانی: امامِ ربّانی مجدّدِ الفِ ثانی ابوالبرکات بدر الدین شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی علیہ الرحمہ کی ولادت 14 شوال، 971ھ / 26 مئی، 1563ء، بروز جمعۃ المبارک ہندوستانی پنجاب کے قصبہ ”سرہند“ شریف میں ہوئی۔ سلسلۂ نسب 27 واسطوں سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ (تجلیاتِ امام ربانی، محمد عبد الحکیم اختر شاہجہان پوری، ص:83، مکتبہ نبویہ)

ولادت کے وقت مغل بادشاہ جلال الدین اکبر نے خواب دیکھا کہ شمالی جانب سے تیز ہوا آئی ہے جس نے اُسے تاج و تخت سمیت زمین پر گرادیا ہے، اکبر نے پریشان ہو کر تعبیر بیان کرنے والوں سے تعبیر پوچھی تو اُنھوں نے کہا: ”کسی بزرگ کے ظہور کا وقت ہو چکا ہے، جس سے تیری سلطنت کا نظام بالکل بدل جائے گا۔“ (تجلیاتِ امام ربانی، ص:88)

قرآنِ کریم حفظ کرنے کے بعد ابتدائی علوم اپنے والدِ گرامی شیخ عبد الاَحد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیے، پھر متعدد شہروں کا سفر کر کے دیگر جید علمائے کرام سے علوم کی تکمیل کی اور اکابر محدثین سے فن حدیث حاصل کیا۔ سترہ سال کی عمر میں تعلیمی مراحل مکمل کر کے درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ (ایضاً، ص:91) تصوف میں سلسلۂ چشتیہ کی تعلیم اپنے والد گرامی علیہ الرحمہ سے پائی، سلسلۂ قادریہ اور سلسلۂ نقشبندیہ کی تعلیم دہلی جاکر خواجہ رضی الدین محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی: ۱۰۱۲ھ / 1603ء) سے حاصل کرنے کے بعد اُنھیں کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔

مغل بادشاہ جلال الدین اکبر نے دین کا حلیہ بگاڑ دیا تھا، جس کے مقابلہ کے لیے آپ نے خلفا و مریدین اور تلامذہ کی صورت میں لاکھوں افراد تیار کیے، نیز تقریر اور تصنیف و تالیف کے ذریعے بے دینی کا مقابلہ کیا۔ دینِ اسلام کی بھرپور خدمت کے بعد تقریباً 63 سال کی عمر میں ۲۸ صفر المظفر، ۱۰۳۴ھ / 1624ء کو سرہند میں جانِ عزیز اپنے خالقِ حقیقی جل جلالہٗ کے سپرد کر دی۔

تاجدارِ بریلی: امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ / 14 جون 1856ء کو ہندوستان کے شہر بریلی میں پیدا ہوئے۔ دادا محترم مولانا شاہ رضا علی خان اور والدِ گرامی مولانا شاہ نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہما نامور علما تھے۔

چار سال کی عمر میں قرآن مجید مکمل کر لیا اور تیرہ برس، دس ماہ کی عمر میں، 1869ء میں، مکمل عالمِ دین بننے کے بعد والدِ گرامی کی نگرانی میں فتوی لکھنے کا آغاز کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے قدیم و جدید علوم میں اعلیٰ درجہ کی مہارت اور نہایت پختہ حافظہ عطا فرمایا تھا۔ ترجمۂ قرآن مجید کرنے کے علاوہ ”فتاوی رضویہ“ سمیت سینکڑوں کتابیں لکھیں اور حمدِ الٰہی، نعتِ نبی ﷺ اور بزرگوں کے مناقب میں سینکڑوں اشعار لکھے۔ خدماتِ دینیہ سے بھرپور زندگی گزارنے کے بعد ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ / 28 اکتوبر 1921ء کو جمعہ کے دن وصال فرمایا۔

تعلیماتِ مجدّد... اسلامی احکام کا نفاذ

ہر صدی کے اختتام پر پیدا ہونے والی عظیم شخصیت کو ''مُجدِّ د'' کہا جاتا ہے۔ کسی بھی مجدد کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دین اسلام کا پیغام عام کرتا ہے، شرعی احکام کی پابندی کو رواج دیتا ہے اور گمراہی و بے دینی کے خلاف بھرپور کوشش کرتا ہے۔ جن دو شخصیات کا ذکرِ خیر ہو رہا ہے، اِن دونوں نے اپنے اپنے دور میں اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں کا خوب مقابلہ کیا۔

حضرت مجدّدِ الفِ ثانی شیخ احمد علیہ الرحمہ کی حیاتِ مبارکہ کے ابتدائی تینتیس (۳۳) سالوں میں ہندوستان کے تخت پر مغلیہ خاندان کا تیسرا حکمران جلال الدین اکبر (دور سلطنت: ۹۶۳ھ / 1556ء تا ۱۰۱۴ھ / 1605ء) فائز تھا۔ اکبر ابتدائی دور میں ایک خوش عقیدہ مسلمان تھا، پھر اُس نے سیاسی مفادات کے لیے تمام مذاہب کے لوگوں کو حکومتی عہدے دیے، غیر مسلم خواتین سے شادیاں کیں، راجہ مان سنگھ کو آرمی چیف بنا دیا۔ چنانچہ علمائے سوء کے کردار اور بے دینوں کے ساتھ تعلقات نے اُسے بھی بے دین بنا دیا۔

اکبر نے 1582ء میں ''دینِ الٰہی اکبر شاہی'' کے نام سے ایک نیا دین بنوایا، جس میں تمام ادیان کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی۔

کلمۂ طیبہ یوں پڑھا جانے لگا: ''لَااِلٰہ اِلَّا اللہ اَکْبَرُ خَلِیْفَۃُ اللہ''، زمین بوسی کے نام پر اُسے سجدہ کیا جانے لگا، گائے کو ذبح کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی، سُور کے گوشت اور شراب کو حلال قرار دے دیا گیا، خواتین کی بے پردگی عام ہو گئی اور پردہ کرنے پر پابندی لگا دی گئی، غیر مسلموں پر عائد ٹیکس (جزیہ) موقوف کر دیا گیا، داڑھی اور دیگر شعائرِ اسلام کا مذاق اُڑایا جانے لگا، اسلامی ہجری کیلنڈر کے بجائے نیا کیلنڈر رائج کیا گیا، ہندوؤں نے کئی جگہ سے مسجدیں اور دینی مدارس گرا کر اُن کی جگہ مندر تعمیر کر لیے۔

اِس خطرناک ترین صورتِ حال میں اللہ تعالیٰ نے امام ربّانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ کو تجدیدِ دین کے لیے منتخب فرمایا۔ آپ نے خلفاء، تلامذہ اور مریدین صورت میں لاکھوں افراد تیار کیے، تبلیغِ دین کے لیے دنیا بھر میں وُفود روانہ کیے، شریعت و طریقت کے احکام کی تبلیغ کے لیے بادشاہوں، وزیروں، علما اور دیگر لوگوں کے نام مکتوبات (خطوط) روانہ فرمائے۔ اِس سلسلے میں آپ کو سخت مشکلات پیش آئیں، بادشاہ کی مخالفت برداشت کی، جیل جانا پڑا، مگر آپ نے مسلسل اپنی کوششیں جاری رکھیں، حتّٰی کہ بے شمار عوام کے ساتھ ساتھ حکومتی عہدے دار بھی آپ کے مرید ہونے لگے۔

اسلامی ریاست میں شرعی احکام کو نافذ کرنا کتنا ضروری ہے؟ اس حوالے سے آپ کا ایک خط بہت خوب راہ نمائی کرتا ہے۔

شیخ فرید بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نام خط میں حمد و صلاۃ کے بعد امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: نَقْدِ سَعَادتِ دارَیْن وابَسْتَہٗ بِاِتِّبَاعِ سیّدِ کونَیْن است وَبَسْ، عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ مِنَ الصَّلٰوتِ أَفْضَلُھَا وَمِنَ التَّسْلِیْمَاتِ أَکْمَلُھَا ۔ دونوں جہان کی خوش بختی سرورِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اتباع اور غلامی سے وابستہ ہے، اِس کے علاوہ سعادتِ دارَین کا کوئی ذریعہ نہیں۔

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے غلامیٔ رسول ﷺ کا طریقہ بتاتے ہوئے لکھا: مُتَابَعَتِ اُوْ علیه الصلوٰةُ و السَّلَام بِاِتْیَانِ اَحْکَامِ اِسْلَامِیَّهٗ وَرَفْعِ رُسُوْمِ کُفْرِیَّهٗ؛ چهٔ اِسْلَام و کُفْرْ ضِدِّیَكْ دِیْگَرْ اَنْدْ، اِثْبَاتِ یَکے مُوْجِبِ رَفْعِ دیگر است۔ اتباعِ رسول ﷺ کا ذریعہ اور طریقہ یہ ہے کہ اسلامی احکام کو رواج دیا جائے اور کفریہ رسموں کو مٹایا جائے (رسول اللہ ﷺ کا حقیقی غلام اور سچا عاشقِ رسول وہ ہے جو اسلامی احکام کو نافذ کرے)؛ کیونکہ اسلام اور کفر ایک دوسرے کی ضدیں ہیں، ایک کو ثابت کرنے سے دوسرے کو ختم کرنا لازم آتا ہے (جو اسلامی احکام کو نافذ کرے وہ کفر کو مٹا رہا ہے اور جو کفریہ رسمیں رائج کرے وہ اسلام کے خلاف سازش کر رہا ہے)۔

(مکتوباتِ امام ربانی، دفترِ اول، مکتوب نمبر 163)

امامِ ربّانی کا یہ مکتوب قرآنِ مجید کے عین مطابق ہے۔ ربّ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں غلامانِ رسول ﷺ کے بارے میں فرمایا کہ جب اُنھیں خلافت ملے گی تو وہ اسلامی احکام کو نافذ کریں گے۔ ارشاد ہے: اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۔ ”(مسلمان وہ ہیں) اگر ہم اُنھیں زمین میں اقتدار دیں تو وہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اور تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔“[الحج22:41]

امامِ ربّانی کی مسلسل کوششوں کا نتیجہ تھا کہ اکبر کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا سلیم المعروف نور الدین جہانگیر (دورِ حکومت: ۱۰۱۴ھ / 1605ء تا ۱۰۳۸ھ / 1628ء) بادشاہ بنا، کچھ عرصہ بعد اُس نے امامِ ربّانی سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے چند شرائط رکھیں:

1) سجدۂ تعظیمی پر پابندی لگا دی جائے، کوئی بھی بادشاہ کو سجدہ نہ کرے۔
2) گائے کے ذبح پر پابندی ختم کی جائے، بادشاہ اور وزیر دربارِ عام کے دروازے پر اپنے ہاتھوں سے ایک ایک گائے ذبح کریں۔
3) جتنی مساجد شہید کی گئی ہیں سب کو دوبارہ تعمیر کیا جائے۔
4) دربارِ شاہی کے پاس مسجد تعمیر کی جائے جس میں بادشاہ اور وزرا باقاعدگی سے نماز ادا کیا کریں۔
5) ہر شہر اور قصبے میں دینی مدارس قائم کیے جائیں اور مفتی و قاضی حضرات مقرر کیے جائیں۔
6) کفار پر جزیہ بحال کیا جائے اور شریعت کے خلاف تمام قوانین فوری طور پر منسوخ کیے جائیں۔ (ملخص از تجلیاتِ امام ربانی، ص:102)

جہانگیر نے یہ تمام شرائط منظور کر کے آپ سے ملاقات کی اور آپ کا عقیدت مند ہو گیا۔ آپ کی ملاقاتوں اور تربیت کی برکت سے وہ رفتہ رفتہ اسلامی تعلیمات کے قریب ہونے لگا۔ بعد میں آنے والے بادشاہ دین کے مزید قریب ہوئے، حتّٰی کہ جہانگیر کے پوتے محی الدین ابو المظفر اورنگزیب عالمگیر محمد رحمۃ اللہ علیہ (دورِ حکمرانی: ۱۰۶۸ھ / 1658ء تا ۱۱۱۹ھ / 1707ء) حافظِ قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ علومِ دینیہ سے بھی آشنا تھے، اُنھوں نے ہندوستان میں مکمل طور پر نظامِ مصطفیٰ ﷺ نافذ کیا، شاہی نگرانی میں فقہِ حنفی کا عظیم ذخیرہ ”فتاویٰ عالمگیری“ تیار کرایا، ”شاہی مسجد“ (لاہور) سمیت کئی تاریخی مساجد تعمیر کرائیں اور سرکاری سرپرستی میں دینی ادارے قائم کیے۔

تربیت: اسلامی احکام پر عمل کرنا اور اُن کی اِشاعت کرنا ایسی خوش نصیبی ہے جس کی توفیق اللہ تعالیٰ مجدّدین کو عطا فرماتا ہے۔ کتنی بڑی سعادت ہوگی کہ ہم بھی اپنی حیثیت کے مطابق اِس کے لیے کوشش کریں، سب سے پہلے اپنی ذات پر اسلام کو نافذ کریں اور اپنے گھر والوں کو اِس کا شوق دلائیں، پھر اپنے ماتحت افراد سے ملک تک، بلکہ پوری دنیا میں اسلامی احکام کو نافذ کرنے کی کوشش کریں۔

لمحۂ فکریہ: اسلام کے نام پر بننے والے اِس ملک کی صورتِ حال یہ ہے کہ آئے روز غیر اسلامی قوانین بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ 8 مئی 2018ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے (Transgender Persons (Protection of Rights) Act) ”تحفظِ حقوقِ خواجہ سرا ایکٹ“ کے عنوان سے ایک قانون پاس کیا، جو اِس وقت سینٹ آف پاکستان میں زیرِ بحث ہے۔ اِس قانون کا عنوان تو پُرکشش ہے، مگر اِس میں موجود خامیوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کسی بیرونی ایجنڈے کو پورا کرنے کے لیے پاس کروایا گیا۔

مغربی اصطلاح کے مطابق جو شخص پیدائشی طور پر مکمل مرد یا عورت ہو، پھر کسی وجہ سے اپنی پیدائشی جنس تبدیل کرنا چاہے اُسے ٹرانس جینڈر (Transgender) کہتے ہیں۔ اِس ایکٹ کے مطابق یہ حق دیا گیا ہے کہ کوئی بھی شخص اپنی جنس تبدیل کروا سکتا ہے، نہ تو اُسے کسی میڈیکل بورڈ سے تصدیق کی ضرورت ہوگی اور نہ ہی کوئی سرٹیفکیٹ درکار ہوگا۔

دنیا کے کئی ممالک میں قانونی طور پر ہم جنس پرستی کی اِجازت ہے اور اِس کے لیے LGBT نامی تنظیم باقاعدہ طور پر کام کر رہی ہے، اب اِس ذہنیت کا کوئی بدبخت اگر اپنی ہی جنس کے کسی شخص سے شادی کرنا چاہے تو اِس ایکٹ کے مطابق اُسے یہ حق حاصل ہوگا۔ مثلاً اگر وہ مرد ہے تو خود کو بطورِ عورت رجسٹر کروا کر کسی مرد سے شادی کر سکے گا اور قانونی طور پر اُس کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔

ہر مسلمان سمجھتا ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہم جنس پرستی حرام ہے، بلکہ اسلام کی پاکیزہ تعلیمات میں تو یہ اجازت بھی نہیں کہ کوئی مرد خواتین والا انداز اختیار کرے، یا کوئی عورت مردانہ انداز اختیار کرے۔ سیدنا عبد اللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ، وَقَالَ: أَخْرِجُوهُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ۔ ”رسولِ اکرم ﷺ نے زَنانہ مَردوں پر لعنت فرمائی (جو مرد خواتین جیسی ہیئت وصورت بنائے، اُن جیسا لباس پہنے، اُن کی طرح گفتگو اور دیگر حرکات وسکنات کرے اُس پر لعنت فرمائی) اور مردانی عورتوں پر لعنت کی اور فرمایا: اِنھیں اپنے گھروں سے نکال دو۔“

(صحیح بخاری، کتاب اللباس، حدیث: 5886)

شیطان کو مردود کر کے جنت سے نکالا گیا تو اُس نے تکبر کرتے ہوئے کچھ دعوے کیے تھے، جن میں سے ایک یہ بھی تھا: وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ۔ ”اور مَیں ضرور لوگوں کو کہوں گا تو وہ ضرور اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے۔“ [النساء: 119]

حکومت کو چاہیے کہ وہ قوم کے جذبات کو سمجھے اور فوری طور پر نیک نیتی کے ساتھ اِس قانون کی خامیاں دُور کرے۔

تعلیماتِ مجدّد... ترویجِ شریعت کے لیے مال خرچ کرنا

قرآن مجید کی دسیوں آیاتِ مبارکہ اور بے شمار احادیثِ نبویہ میں یہ ترغیب دلائی گئی کہ مسلمان کو اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال میں سے کچھ اُس کی رِضا کے لیے ضرور خرچ کرتے رہنا چاہیے۔ یہ بھی تربیت دی گئی کہ مال کو ایسے مَصرف میں خرچ کرنا چاہیے کہ جس کا فائدہ زیادہ ہو، جس قدر فائدہ زیادہ ہو گا ثواب بھی اُتنا ہی زیادہ ملے گا۔ مثال کے طور پر کسی جگہ مسجد موجود ہے، اُس کی تمام ضروریات پوری ہو رہی ہیں، مگر وہاں لوگوں کو صاف پانی دستیاب نہیں، ایسی صورت میں مسجد کے لیے رقم دینے سے زیادہ ثواب اِس بات کا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رِضا کے لیے پانی کا اہتمام کر دیں۔

اِس وقت تربیت نہ ہونے کی وجہ سے اہلِ سنّت وجماعت کے اکثر افراد اپنا مال ایسے کاموں میں صرف کر رہے ہیں جن کا کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں اور جہاں مال صرف کرنے کی بے حد ضرورت ہے اُس سے تقریباً غافل ہو چکے ہیں۔ بہت سے حضرات ایسے ہیں جو محفل کے انعقاد پر لاکھوں روپے خرچ دیتے ہیں، پیشہ وَر نعت خوانوں / قوّالوں / نقیبوں اور واہ واہ کروانے والے خطیبوں پر دفتریاں نچھاور کر دیتے ہیں، مگر کسی دینی ادارے کو پیش کرنے کی بات آئے تو سرخ نوٹ پیش کرتے ہوئے بھی اُن کے چہرے پر سرخی آنے لگتی ہے، اِس بات کا شعور ہی نہیں کہ کسی دینی اِدارے کے طالبِ علم کا ماہانہ خرچ اپنے ذمہ لینا بھی ایک نیکی ہے۔

امامِ ربّانی مجددِ الفِ ثانی علیہ الرحمہ کے مکتوبات شریف میں دفترِ اول کا 48 واں مکتوب شیخ فرید بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہے۔ اِس خط مبارک کا پسِ منظر یہ ہے کہ مجددِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خط میں یہ پیغام پڑھا: ”جُزْوِے خَرْچے برائے طالبِ عِلْماں وَصُوفِیَاں فَرِسْتَادَہ شُدْ۔“ کچھ خرچ طالب علموں اور صوفیوں (درویشوں) کے لیے روانہ کر دیا گیا ہے۔

اُن کا یہ جملہ امامِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے دل کو ایسا بھایا کہ شیخِ سرہند رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کی تحسین کے لیے ایک مکتوب شریف روانہ فرما دیا۔ ارشاد ہوا: ”ذِکْرِ تَقْدِیمِ طَالِبِ عِلْمَاں بَرْ صُوفِیاں دَرْ نَظَرِ هِمَّتْ بِسْیَارْ زیبا دَرْ آمَدْ۔“ آپ نے جو دینی طلبہ کا ذکر صوفیوں (درویشوں) سے پہلے کیا، یہ نظرِ ہمّت میں بہت ہی اچھا لگا ہے۔ مزید لکھا: چونکہ ظاہر باطن کا عنوان ہوتا ہے؛ اِس لیے اُمّید ہے کہ جیسے آپ نے تذکرہ کرتے ہوئے طالبِ علموں کو پہلے رکھا ہے ایسے ہی آپ کے باطن میں بھی اِس محترم جماعت کے مقدّم ہونے کا جذبہ پیدا ہو چکا ہو گا۔

پھر آپ نے وجہ بیان فرمائی کہ طالبِ علموں کو پہلے ذکر کرنا کیوں اچھا لگا: دَرْ تَقْدِیمِ طَالِبِ عِلْمَاں تَرْوِیجِ شَرِیْعَتْ اسْتْ، حَامِلَانِ شَرِیْعَتْ اِیْشَاں اَنْدْ، وَمِلّتِ مُصْطَفَوِیّہْ علیہ وعلیٰ اٰلہ الصلوات والتسلیمات بَاِیْشَاں بَرْپَا اسْتْ۔ طالبِ علموں کا ذکر درویشوں سے پہلے کرنے میں شریعت کی ترویج ہے، یہی لوگ شریعت کے حامل ہیں، ملّتِ مصطفویہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات اِن ہی سے قائم ہے۔ مزید فرمایا: فَرْدائے قِیَامَتْ اَزْ شَرِیْعَتْ خَواہَنْدْ پُرْسِید، اَزْ تَصَوُّفْ نَخَواہَنْدْ پُرْسِیدْ، دُخُوْلِ جَنَّتْ وتَجَنُّبْ اَزْ نَارْ وَابَسْتَہْ

به اِتْیَانِ شریعت است۔ اَنْبیاء صلوات اللّٰہ تعالٰی وتسلیماته علیہم کِهْ بِہْتَرِیْنِ کائنات اَنْدْ بَشَرَائِعْ دَعْوَتْ کَرْدَهْ اَنْدْ، وَمَدَارِ نَجَاتْ بَر آنْ مانْدَهْ وَمَقْصُودْ اَزْ بِعْثَتِ اِینْ اَکَابِرْ تَبْلِیغِ شَرَائِعْ است۔ کل قیامت کو شریعت کے بارے میں سوال کیا جائے گا، تصوف کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا، جنت میں داخلہ اور دوزخ سے بچنا شریعت پر عمل کرنے سے ہی ہو گا۔ انبیاءِ کرام صلوات اللّٰہ وتسلیمات اللّٰہ علیہم جو افضل اور بہترینِ کائنات ہیں اُنھوں نے شریعت کی ہی لوگوں کو دعوت دی ہے اور نجات بھی شریعت پر ہی موقوف ہے اور اِن اکابر انبیاءِ کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی بعثت اور تشریف آوری سے مقصود بھی تبلیغِ شرع ہے۔

پھر امامِ ربّانی علیہ الرحمہ نے شریعت کی ترویج واِشاعت اور اِس سلسلے میں مال خرچ کرنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے لکھا:
پَسْ بُزُرگْ تَرین خَیْرَاتْ سَعْیْ دَرْ تَرْوِیجِ شَرِیعت استْ۔ وَاِحْیَائے حُکْمِے اَزْ اَحْکَامِ آنْ عَلَی الْخُصُوصْ دَرْ زَمَانِے که شَعَائِرِ اِسْلَامْ مُنْہَدِمْ شُدَهْ بَاشَنْدْ کَرورْہا دَرْ رَاهِ خُدائے عز وجل وعلا خَرْچْ کَرْدَنْ بَرَابَرِ آنْ نیست؛ که مَسَئله از مَسائلِ شَرْعِیَّهْ را رِوَاجْ دَادَنْ؛ چه دَرِینْ فِعْلْ اِقْتِدَا بَاَنْبِیَاء است که بُزُرْگْ تَرِیْنِ مَخْلُوقَاتْ اَنْدْ علیہم الصلوات والتسلیمات وَمُشَارَکَتْ استْ بَآں اَکَابِرْ، وَمُقَرَّرْ استْ که کامِلْ تَرِینْ حَسَنَاتْ بَاِیْشَانَانْ فَرْمُودَهْ اَنْدْ، وَخَرْچْ کَرْدَنِ کَرورہا غَیْرِ اینْ اَکَابِرْ رَا نیز مُیَسَّرْ است۔ لہٰذا اعلیٰ ترین نیکی یہ ہے کہ شریعت کی ترویج میں سعی اور کوشش کی جائے اور احکامِ شرع میں سے ایک حکم کو جاری اور زندہ کرنا... خصوصاً ایسے وقت میں جب کہ اسلامی شعائر مٹائے جارہے ہوں راہِ خدا میں... کروڑہا روپے خیرات کر دینا بھی اِس کے برابر نہیں۔ جس طرح مسائلِ شرعیہ میں سے ایک مسئلے کو رواج دینا؛ کیونکہ اِس فعل میں انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی اقتدا ہے جو تمام مخلوقات سے افضل واعلیٰ ہیں اور یہ بات طے شدہ ہے کہ اعلیٰ درجہ کی نیکیاں انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کو نصیب ہوتی ہیں اور کروڑوں روپے خرچ کرنا تو غیرِ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی میسر آجاتا ہے۔ (1)

---

[1] پھر آپ نے طریقت کے انداز میں یہ نکتہ سمجھاتے ہوئے لکھا: وایضا در اتیانِ شریعت مخالفتِ تمام است با نفس که شریعت بر خلافِ نفس وارد شده است، ودر انفاقِ اموال گاه است که نفس موافقت کند، بلے انفاق را که برائے تائیدِ شریعت باشد وترویجِ ملت درجۂ علیا است، وانفاقِ چتیلی بایں نیت خرچ کردن برابر خرچِ لکھا است در غیرِ ایں نیت۔ شریعت مطہرہ کی پیروی اور ترویج میں نفس کی پوری مخالفت ہے؛ کیونکہ شرعی احکام خواہشاتِ نفس کے برعکس ہیں اور مال خرچ کرنے میں بعض اوقات نفس موافق بھی ہوتا ہے، ہاں! شریعت کی تائید وتقویت اور ترویجِ ملتِ اسلام کے لیے مال خرچ کرنا بہت بڑا درجہ ہے اور اِس نیت سے ایک کوڑی خرچ کرنا کسی اور مقصد کے لیے لاکھوں روپے خرچ کرنے کے برابر ہے۔
پھر آپ نے صوفیاءِ عظیم المرتبت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: آرے! صوفی را که بعد از بقا وفنا وسیر عن اللّٰہ وباللّٰہ بعالم گردانیده باشند وبدعوتِ خلق فرود آورده از مقامِ نبوت نصیبے دارد، وداخلِ مبلغانِ شریعت است حکمِ علماءِ شریعت دارد۔ ذالك فضل اللّٰہ یؤتیه من یشاء۔ ہاں وہ صوفی جس کو فنا اور بقا اور سیر عن اللّٰہ اور سیر باللّٰہ کے بعد عالَم کی طرف لایا گیا ہو اور مخلوق کو راہِ راست کی طرف لانے کا فریضہ اُسے تفویض کیا گیا ہو وہ مقامِ نبوت سے خیرات پا چکا ہے، ایسا صوفی مبلغین شریعت میں داخل ہے اور علماءِ شریعت کا ہی حکم رکھتا ہے۔ ذالك فضل اللّٰہ یؤتیه من یشاء۔

تربیت: بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی رِضا کے لیے محفل کا اہتمام کرنا اور اُس میں شریک ہونا باعثِ برکت و رحمت ہے، اِسی طرح بزرگوں کے اَعراسِ مبارکہ کا انعقاد اور اُن میں حاضری بھی قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے، مگر اِنھیں فقط نعت خوانی اور قوّالی تک محدود رکھنا ہر گز درست نہیں۔ مجددِ الفِ ثانی علیہ الرحمہ کے اِس مبارک خط سے تربیت ملتی ہے کہ محافل و اعراس کو بھی اسلامی عقائد اور شرعی احکام کی ترویج کا ذریعہ بنانا چاہیے، نیز وہ افراد اور اِدارے جو دین کی سربلندی کے لیے میدانِ عمل میں ہیں اُنھیں کسی طور پر بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ دین کو پھیلانے کے لیے مال خرچ کرنا دوسرے کاموں میں خرچ کرنے سے لاکھوں درجے بہتر ہے۔

تعلیماتِ مجدد... یقینِ کامل

اسلام میں یقین کو بہت اہمیّت حاصل ہے۔ یعنی مسلمان کا پختہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ اللہ جلّ جلالہٗ موجود ہے، وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اُس کے حکم کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا، اُس نے جو احکام عطا کیے ہیں وہ سب حق ہیں اور اُس کے احکام پر عمل کرنے میں ہی دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔

سب سے بڑی نعمت: نبی کریم ﷺ کے وصالِ اقدس کے بعد سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبرِ رسول علیٰ صاحبِہ الصلوٰۃُ والسلام پر کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، فرمایا: ہجرت کے پہلے سال رسول اللہ ﷺ اِسی مقام پر قیام فرما ہوئے تھے، آپ ﷺ کی چشمانِ اقدس سے موتی ٹپکے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا (حدیث کے آخری کلمات): وَسَلُوا اللهَ الْمُعَافَاةَ؛ فَإِنَّهُ لَمْ يُؤْتَ رَجُلٌ بَعْدَ الْيَقِيْنِ شَيْئًا خَيْرًا مِّنَ الْمُعَافَاةِ... یعنی "اللہ تعالیٰ سے عافیت (گناہوں اور مصیبتوں سے سلامتی) مانگو، بندے کو عطا ہونے والی نعمتوں میں سب سے بڑا اِنعام یقین ہے، اِس کے بعد عافیت بہترین نعمت ہے..."[1] (مسند احمد، حدیث: 5 و 17 و 34) اقبال علیہ الرحمہ نے کہا:

یقیں پیدا کر اے ناداں! یقیں سے ہاتھ آتی ہے
وہ درویشی کہ جس کے سامنے جھکتی ہے فَغْفُوری (2)

یقینِ رضا: امامِ اہلِ سنت مجددِ دین و ملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے بحیثیتِ مجدّد جہاں دیگر بہت سے عقائد و اعمال کی اِصلاح کی، وہیں اپنے ارشادات اور عمل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی قدرت، اُس حبیب ﷺ کے فرامین کی سچائی اور دینی احکام کے برحق

---

[1] ترجمہ ماخوذ از التنویر بشرح الجامع الصغیر و تحفۃ الاحوذی

[2] فَغْفُورِی: بادشاہی۔ فَغْفُور: شاہانِ چین کا لقب۔ یعنی اے نادان! اپنا ایمان و یقین پختہ کر، اِس سے تجھے درویشی کی ایسی طاقت ملے گی جس کے سامنے جاہ و جلال والے بادشاہوں کی شاہی بھی جھک جائے گی۔

ہونے پر یقین بھی پختہ کروایا۔ آپ کی حیاتِ طیبہ میں پختہ یقین کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

نماز باجماعت اور یقین: بالغ مَرد کو کوئی عذر نہ ہو تو اُس پر واجب ہے کہ نماز باجماعت ادا کرے، البتہ کوئی عذر ہو یا شرعی سفر پر ہو تو جماعت واجب نہیں۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ باجماعت نماز ادا کرنے کا خوب اہتمام کرتے، حتّٰی کہ سفر میں بھی جماعت نہیں چھوٹتی تھی۔ وہ ٹرین پر سفر کا دور تھا، آپ روانہ ہونے سے پہلے ٹرین کا شیڈول معلوم کرتے، اگر نماز کے وقت میں کسی اسٹیشن پر رُکنے کا شیڈول نہ ہوتا تو اُس ٹرین پر سفر نہیں کرتے تھے۔ دوسری مرتبہ حج کے سفر میں آپ نے 235 روپے (جن کی موجودہ قیمت ہزاروں روپے بنتی ہے) خرچ کرکے ایک ٹرین کو صرف اِس لیے اختیار کیا کہ اُس پر سفر کرنے میں نماز باجماعت ادا کرنے کا وقت مل جاتا تھا۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، ملک العلما، ج:1، ص:412، 413)

ایک بار سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضری کے لیے جارہے تھے، راستے میں ایک اسٹیشن پر ٹرین رکی تو مغرب کا وقت ہوچکا تھا۔ آپ نے باجماعت نماز شروع کردی، اتنے میں ٹرین کی روانگی کا وقت ہوگیا اور ڈرائیور نے روانگی کے لیے وسل دی، اُن کی جگہ ہم ہوتے تو نہ جانے نماز بھی پڑھتے یا نہیں، مگر وہ مجدد تھے، اُن کا یقین تھا کہ ٹرین اُسی کے حکم سے چلتی ہے جس نے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ آپ خشوع و خضوع سے نماز ادا کرتے رہے۔ ربّ تعالیٰ نے یقین کی ایسی لاج رکھی کہ ڈرائیور نے گاڑی چلانا چاہی مگر وہ نہ چلی، عملہ پریشان ہوگیا، اس نے چیک کرنے کے لیے ٹرین کو پیچھے کو دھکیلا تو وہ چلنے لگی، انجن ٹھیک تھا۔ تمام صورتِ حال دیکھنے کے بعد گارڈ نے کہا: یہ بزرگ کوئی اللہ کے ولی معلوم ہوتے ہیں، جب تک ان کی نماز مکمل نہیں ہوگی گاڑی نہیں چلے گی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اسٹیشن ماسٹر "رابرٹ"، جو انگریز تھا، اُس نے کہا: ذرا جلدی فرمایئے! یہ گاڑی آپ کی مصروفیتِ عبادت کی وجہ سے چل نہیں رہی۔ آپ نے فرمایا: ان شاء اللہ تعالیٰ اب چلے گی، چنانچہ آپ سوار ہوئے تو ٹرین چل پڑی۔

اسٹیشن ماسٹر اِس بات سے اتنا متأثر ہوا کہ وہ تمام اہلِ خانہ سمیت اجمیر شریف حاضر ہوا اور امامِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ آپ نے اس کا نام عبد القادر رکھا اور بیعت کا شرف عطا فرمایا۔ (فیضانِ اعلی حضرت، ص:137، شبیر برادرز)

ارشادِ نبوی پر یقین: ایک مرتبہ بریلی میں طاعون (Plague) کی وبا پھیلی اور اس دوران اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی بیمار ہوئے، مسوڑھوں میں اِس قدر سوجن ہوگئی کہ منہ کھولنا ممکن نہیں تھا، کھانا بھی مشکل سے کھاتے، بخار بہت شدید تھا اور کان کے پیچھے گلٹیاں بھی بن گئیں۔ چھوٹے بھائی صاحب ایک طبیب کو بلا کر لائے اُس نے سات آٹھ مرتبہ کہا: یہ طاعون ہے۔ آپ فرماتے ہیں: مَیں بات نہیں کرسکتا تھا؛ اس لیے اُنھیں جواب تو نہ دیا، مگر مجھے پورا یقین تھا کہ یہ غلط کہہ رہے ہیں نہ مجھے طاعون ہے، نہ اِن شاء اللہ العزیز کبھی ہوگا۔ اِس پختہ یقین کی وجہ یہ ہے کہ حدیثِ پاک میں سرکار ﷺ نے مصیبت زدہ کو دیکھ کر پڑھنے کے لیے ایک دُعا تعلیم فرمائی ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا ۔ "سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں،

جس نے مجھے اِس مصیبت سے محفوظ رکھا جس میں تم مبتلا ہو اور مجھے اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت عطا کی۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: لَمْ یُصِبْهُ ذٰلِكَ الْبَلَاءُ أَبَدًا كَائِنًا مَّا كَانَ۔ یعنی ”جو مصیبت زدہ کو دیکھ یہ دعا پڑھ لے وہ ہمیشہ اُس مصیبت سے محفوظ رہے گا۔“(1)

مَیں نے طاعون والے کو دیکھ کر کئی مرتبہ یہ دُعا پڑھ لی ہے، اب مجھے آقا کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فرمانِ اقدس پر یقین ہے کہ دنیا کا نظام بدل سکتا ہے کہ مگر مجھے کبھی بھی طاعون نہیں ہو گا۔

رات کو تکلیف بڑھی تو میرے دل نے درگاہِ الٰہی میں عرض کی: اَللّٰھُمَّ صَدِّقِ الْحَبِیْبَ وَ کَذِّبِ الطَّبِیْبَ۔ اے اللہ! طبیب کی بات کو جھوٹا کر دے اور حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اِرشاد کو سچا کر دکھا۔ غیب سے کسی نے میرے داہنے کان میں کہا: مسواک اور سیاہ مرچیں... اُس وقت جو شخص جاگ رہا تھا میں نے اِشارے سے اسے بلایا اور مسواک و سیاہ مرچ کا اشارہ کیا۔ جب دونوں چیزیں آ گئیں تو مشکل سے مسواک کے سہارے پر تھوڑا تھوڑا منہ کھولا اور پِسی ہوئی مرچیں داڑھوں تک پہنچائیں۔ تھوڑی ہی دیر میں قے آئی اور اللہ کے کرم سے وہ گلٹیاں ختم ہو گئیں۔ مَیں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور طبیب صاحب سے کہلا بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمانِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی برکت سے مجھے شفا دے دی ہے۔ (ملخص از ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص:721)

ہماری حالتِ زار: اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم مسلمان ہیں، مگر ہمارے یقین کی جو صورتِ حال ہے وہ ہم خوب جانتے ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے یقین کی برکت سے عروج پایا تھا اور ہم بے یقینی کی وجہ سے پستی کا شکار ہیں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: مَا أَخَافُ عَلٰى أُمَّتِيْ إِلَّا ضُعْفَ(2) الْيَقِيْنِ یعنی ”مجھے اپنی اُمّت کے بارے میں یہی ڈر ہے کہ اِن کا یقین کمزور ہو جائے گا۔“ (المعجم الاوسط، حدیث:8869)

حرفِ آخر

امامِ اہلِ سنت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں کئی بڑے بڑے سرکاری عہدے دار یہ پیغام بھیجتے کہ ملاقات کے لیے تشریف لائیے یا ہمیں حاضر ہونے کی اِجازت دیجیے، مگر آپ صرف دینی مقصد کے لیے ہی کسی سے ملاقات کرتے تھے، دنیاوی عہدوں کو کوئی اہمیّت نہیں دیتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی والیِ ریاست نے پیغام بھیجا تو فرمایا: میرے پاس اللہ تعالیٰ کا عنایت فرمایا ہوا وقت اُسی کی اِطاعت کے لیے ہے، مَیں آپ کی آؤ بھگت کا وقت کہاں سے لاؤں؟ (ماہنامہ النظامیہ، امام احمد رضا نمبر، دسمبر 2018ء، ص:139، مجلس علماء نظامیہ پاکستان[3])

---

[1] جامع ترمذی، حدیث:3431

[2] بضم الضاد فی لغة قریش وفتحها فی لغة تمیم۔ (فیض القدیر)

[3] پڑھنے یا ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://drive.google.com/file/d/1p_Ai_J3aXU4QBVo4QBd0puMme4Z5sDpQ/view?usp=sharing

کاش ہمیں بھی احساس ہو کہ ہماری جان، ہمارا جسم، ہمارا مال اور دیگر جو کچھ بھی ہے سب اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی رِضا کے لیے ہی استعمال ہونا چاہیے۔ اگر ہم بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسلام کی ترویج واِشاعت کے لیے کوشش کریں، اِس کے لیے اپنا مال پیش کریں تو کوئی بڑی بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ہمیں اکابر کی سنگت نصیب فرمائے۔

اللہ تعالیٰ امامِ ربّانی رحمۃ اللہ علیہ، امامِ اہلِ سنت اور دیگر تمام بزرگوں کے درجات میں بے پناہ بلندیاں عطا فرمائے۔ اُن کے صدقے ہماری بخشش ومغفرت فرمائے اور ہمیں اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق سے نوازے۔ ربّ تعالیٰ سیلاب زدگان کی مشکلات کو آسان فرمائے اور ہمیں اُن کی مدد کرنے کا جذبہ عطا فرمائے۔ مالکِ قُدّوس مُلکِ پاکستان کو ہر قسم کے بحرانوں سے نجات دے اور کشمیر و فلسطین سمیت دنیا بھر کے دیگر مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے۔

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم